e-Contents

Presented by Dr. Zarnigar Yasmeen,
Maulana Mazharul Haque Arabic & Persian University,
Patna
Email:zarnigaryasmeen@gmail.com

باغ و بہار

(پچھلے سبق کے بعد سے جاری...........)

چوتھے درویش کے قصے کا یہ خلاصہ ہے کہ وہ چین کا شہزادہ ہے۔اس کے باپ نے اپنے چھوٹے بھائی کو نصیحت کی تھی کہ اس لڑکے کی اچھی طرح پرورش کرنا اور جب بالغ ہو جائے تو اسے بادشاہ بنا کر اپنی بیٹی روشن اختر سے اس کی شادی کر دینا۔مگر جب وہ بڑا ہوا تو اس کا چچا اس کی جان کا دشمن ہو گیا۔شہزادے کے حبشی غلام مبارک نے شہزادے کو بچایا اور اسے لیکر جنوں کے بادشاہ صادق کے پاس گیا جو شہزادے کے مرحوم باپ کا دوست تھا۔صادق نے ایک لڑکی کی تصویر دیکھا کر اس کی تلاش میں ان دونوں کو روانہ کیا اور واپسی پر ان کی مدد کا وعدہ کر لیا۔سات سال کی در بدر خاک چھاننے کے بعد اس شہزادے نے ایک فقیر کی بیٹی کو دیکھا جو صادق کی دی ہوئی تصویر سے مشابہہ تھی۔شہزادے نے اس فقیر کی تقریباً ایک ماہ تک خدمت کی تب وہ اپنی لڑکی سے رشتہ کرنے پر آمادہ ہوا۔جب وہ فقیر مر گیا تو مبارک اور شہزادہ اس لڑکی کو گھر لے آئے۔شہزادے نے کئی بار اس لڑکی کے ساتھ مباشرت کرنی چاہی مگر مبارک نے سمجھایا کہ وہ صادق کی امانت ہے پھر وہ لوگ صادق سے ملنے چلے۔راستے میں شہزادے کے ذوق وشوق کا خیال کرتے ہوئے مبارک نے اس نازنین کے پورے بدن پر ایسا روغن لگا دیا جس کی بدبو سے صادق پریشان ہو گیا مگر جلد ہی شہزادے اور اور مبارک کی سازش اس پر ظاہر ہو گئی۔اس بیچ شہزادے نے اس پر حملہ کیا جسے اس نے ناکام بنا دیا اور ترس کھا کر اسے جنگل میں پھینک دیا۔جب شہزادے کو ہوش آیا تو اس نے بہت دنوں تک اس نازنین اور بادشاہ صادق کو تلاش کیا۔جب مایوس ہو گیا تو ایک پہاڑ پر جا کر خودکشی کرنی چاہی۔وہ بزرگ صاحب ذوالفقار سبز پوش سوار ظاہر ہوئے اور اسے بھی روم جانے کا مشورہ دیا۔پھر وہ شہزادہ درویش کی شکل میں روم آیا اور بقیہ تین درویشوں سے آملا۔

ان چار قصوں کے علاوہ ایک پانچواں قصہ بھی ہے جو روم کے بادشاہ آزاد بخت کا ہے۔دراصل قبرستان میں وہ صرف دو ہی درویشوں کا قصہ سنتا ہے اور اس کے بعد چاروں درویشوں کو اپنے دربار میں بلا بھیجتا ہے جہاں سب سے پہلے وہ اپنا قصہ سناتا ہے۔پھر بقیہ دو درویشوں کا قصہ سنتا ہے۔آزاد بخت کے قصے کا

خلاصہ یہ ہے کہ جب روم کی بادشاہت اس کے حصے میں آئی تو اس نے بدخشاں کے ایک تاجر سے ایک لعل خریدا جس کا وزن پانچ شقال تھا۔ ایک دن وہ دربار میں اس لعل کی تعریف کر رہا تھا تو اس کے وزیر نے بتایا کہ نیشاپور کے سوداگر کے پاس ایک کتّا ہے جس کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے میں بارہ لعل جڑے ہوئے ہیں اور ہر لعل کا وزن سات شقال ہے۔ آزاد بخت بادشاہ کو غصہ آ گیا اور اس نے وزیر کے قتل کا حکم دیا۔ پھر بادشاہ فرنگ کے ایلچی کے مشورے پر اسے اس شرط کے ساتھ قید کر دیا کہ اگر ایک سال کے اندر اس کی بات صحیح ثابت ہو گئی تو وہ رہا کر دیا جائے گا، ورنہ قتل ہوگا۔ وزیر کی لڑکی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو مردانہ بھیس بدل کر نیشاپور پہنچی اور اس سوداگر کو جس کا نام خواجہ سگ پرست تھا اپنے حسن وسلوک سے متاثر کر کے آزاد بخت کے دربار میں لے آئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ اس کی عجیب وغریب حرکت کا سبب کیا ہے؟ کیوں اس نے کتّے کے گلے میں بارہ لعل ڈال رکھے ہیں اور اپنے دو بھائیوں کو آہنی پنجڑے میں بند کر رکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ دونوں بھائی اس کے حسن وسلوک کے جواب میں ہمیشہ اس کے ساتھ دغا کرتے رہے ہیں، جب کہ یہ کتا ہر مصیبت میں کام آتا رہا ہے، اسی لئے دونوں کو ان کے عمل کے مطابق مرتبہ دیا گیا ہے۔ آزاد بخت نے یہ سن کر اپنے وزیر کو معاف کر دیا اور دوبارہ وزارت کا قلمدان دیا۔ خواجہ سگ پرست کی شادی وزیرزادی سے کر دی اور اسے بھی جاگیر ومنصب عطا کیا۔ وزیرزادی کے دو بیٹے ہوئے جن میں سے بڑا ملک التجار اور چھوٹا سرکار کا مختار بنا۔

یہی پانچ قصے ہیں جو بالآخر اس طرح اپنے انجام کو پہنچتے ہیں کہ چوتھے درویش کا قصہ ختم ہوتے ہی ایک محلی آزاد بخت کے پاس فرزند پیدا ہونے کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ مگر اس نے لڑکے کو بعض نادیدہ قومیں اٹھالے جاتی ہیں اور دونوں کے بعد بہترین ساز وسامان کے ساتھ واپس کر دیتی ہیں اور سبھوں کی دلی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ شہزادہ بختیار کا عقد روشن اختر سے ہوجتا ہے اور یمن کے خواجہ زادے کا دمشق کی شہزادی سے فارس کے شہزادے کا نکاح بصرے کی شہزادی سے ہو جاتا ہے اور عجم کے شہزادے کا فرنگ کی ملکہ سے نیمروز کے بادشاہ کی بیٹی بہزاد خاں کے حوالے ہو جاتی ہے اور شہزادہ نیمروز جنوں کی شہزادی سے مل جاتا ہے۔ چین کے شہزادے کی شادی اس بوڑھے عجمی فقیر کی بیٹی سے ہوتی ہے جو ملک صادق کے قبضے میں تھی۔ میرامن اس دعا کے ساتھ قصہ ختم کر دیتے ہیں کہ جس طرح اس پانچوں کی مراد پوری ہوئی اسی طرح ہر شخص کی مراد بر آئے۔

ان قصوں کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ ''باغ وبہار'' میں وہ جھول نہیں پایا جاتا جو ''نوطرز مرصع'' میں ملتا ہے۔ اس کے باوجود پلاٹ کی بے ترتیبی گراں گذرتی ہے۔ ایک تو پانچ قصے ہی قاری کے ذہن کو کسی ایک نقطے پر مرکوز نہیں ہونے دیتے۔ دوسرے اکثر ایک قصے سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا قصہ اس طرح پھوٹتا ہے کہ اصل قصہ ذہن سے نکل جاتا ہے۔ ایسی مثالیں ہر درویش کے بیان میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ پہلے درویش کو دمشق کی شہزادی جس طرح اپنے اور یوسف سوداگر کے معاشقے کا حال سناتی ہے وہ ایک الگ ہی قصہ ہے۔ دوسرے درویش سے اس کا ایک مصاحب جس طرح حاتم کا قصہ بیان کرتا ہے، یا پھر بصرہ کی شہزادی اپنے دولت مند ہونے کا جو قصہ بیان کرتی ہے، شہزادہ نمیروز جو واقعات سناتا ہے یا شاہ بندر کا جو واقعہ ہے، یہ سب اصل قصے سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے عجمی فقیر یا برہمنوں کی ماتا کا قصہ بھی پلاٹ میں خاصا انتشار

پیدا کرتا ہے، اور بھی قصے ہیں جن کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ واقعات کو زیادہ سے زیادہ الجھا کر ایک طلسماتی اور حیرت انگیز فضا پیدا کی جائے۔ پلاٹ میں فوق الفطری واقعات بھی موجود ہیں مثلاً:

(۱) ''جس وقت میرے خاوند نے قصہ سونے کا کیا چھت پھٹ کر ایک تخت مرصع کا نکلا۔ اس پر ایک جوان خوبصورت شاہانہ لباس پہنے بیٹھا تھا اور ساتھ بہت سے آدمی اہتمام کرتے ہوئے اس مکان میں آئے......ان کی صورتیں آدمی کی سی تھیں لیکن پاؤں بکریوں کے سے نظر آئے۔

(سیر چوتھے درویش کی)

(۲) ''ایک روز اس گنبد کے نیچے روشندان سے پھول اچنبھے کا نظر پڑا کہ دیکھتے دیکھتے بڑا ہوتا جاتا تھا۔ میں حیران ہو کر اسے تک رہا تھا۔''

''نہیں ایک آواز قہقہے کی میرے کان میں آئی۔ میں نے اس کے دیکھنے کو گردن اٹھائی۔ دیکھا تو نمدا چیر کر ایک مکھڑا چاند کا سا۔''

(سیر دوسرے درویش کی)

بعض ایسے واقعات بھی ہیں جن کا پس منظر تو حقیقی ہے مگر یہ واقعات حقیقت سے دور نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوں کا بادشاہ صادق ایک لڑکی کی تلاش میں چین کے شہزادے سے مدد لیتا ہے، حالانکہ وہ خود ہی یہ کام زیادہ آسانی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ اس طرح آزاد بخت کے قصے میں ایک جگہ وزیر زادی کو گڑیوں کا بیاہ رچاتے، رت جگا منانے اور گلگلے پکاتے دکھایا گیا ہے اور مصنف یہ بھول گیا ہے کہ وہ روم کی وزیر زادی ہے ہندوستان کی نہیں۔ ان ساری کوششوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ پلاٹ کی بے ترتیبی کے باوجود داستان کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز بنایا جائے۔

عمومی طور پر ''باغ و بہار'' میں پلاٹ سازی ناقص ہے اور یہ صرف ''باغ و بہار'' ہی کا عیب نہیں ہے۔ داستانیں عام طور پر صرف تفریح کا ذریعہ ہوتی تھیں۔ اس لئے ان کی تصنیف کے وقت واقعات کی فراوانی اور تنوع پر زیادہ زور دیا جاتا تھا، ترتیب پر کم۔ جہاں تک فوق الفطری واقعات کی پیش کش کا سوال ہے یہ پچھلی صدی کے شعور کا ایک حصہ تھے۔ مثنویوں میں بھی اس طرح کے واقعات نظر آتے ہیں اور ان کا مقصد تحیّر پیدا کرنا ہوتا ہے یا دلچسپی فراہم کرنا۔ کہیں کہیں نا قابل عبور دشواریوں کو ہٹانے میں بھی ان کا سہارا لیا جاتا ہے کیونکہ داستان گو کے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ میر امّن نے تو بعض جگہ اس طرح کے فوق الفطری واقعات کا احساس کرتے ہوئے ان کا جواز بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ دوسرے داستان گو یہ بھی نہیں کرتے۔ عام داستان گویوں کے برعکس یہاں اخلاق و نصیحت کی باتیں بھی بالواسطہ طور پر نہیں پیش کی گئی ہیں۔ بلکہ مقصد یہاں قصے میں گھلا ملا ہوا ہے۔ ہم کرداروں کے بعض اعمال سے متاثر ہو کر نیکیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ مگر داستان کو الگ سے ناصح مشفق بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس لحاظ سے میر امّن قابل تعریف ہیں۔

—ڈاکٹر زرنگار یاسمین

❁❁❁